

وقائع سیرت سے استنباط احکام و عبرتیں امام سہیلیؒ کا اسلوب و منہج

(الروض الانف کے تناظر میں)

حافظ محمد نعیم *

امام سہیلیؒ کے مختصر حالات زندگی:

اسلامی تعلیمات کا منبع و ماخذ اور مصدر و مرجع آپؒ کی ذات مبارکہ ہے یہی وجہ ہے کہ قافلہ سیرت نگاری ہر دور میں رواں دواں رہا ہے تاکہ آپؒ کی حیات طیبہ کے ایک ایک پہلو کو عمومی طور پر پوری انسانیت اور خصوصی طور پر مسلم امہ کے سامنے رکھا جائے اور عملی زندگی کے لیے اُس سے رہنمائی اخذ کی جائے۔ اس قافلہ سیرت نگاری پر اگر نظر ڈالی جائے تو اس میں ایسے سیرت نگار حضرات بھی شامل ہیں کہ تاریخ جن کی مثال دینے سے قاصر ہے انہی بے مثل حضرات میں سے ایک اہم نام امام سہیلیؒ کا ہے۔ تاریخ سیرت نگاری اور خاص طور پر اندلس کی سیرت نگاری جن حضرات پر ناز کر سکتی ہے امام سہیلیؒ ان میں سے ایک ہیں۔

آپ کا پورا نام عبدالرحمن عبداللہ احمد بن اصبح بن حسین بن سعدون بن رضوان بن فتوح الحشمی السہیلی الاندلسی المالکی ہے ۵۰۸ھ میں پیدا ہوئے۔ تراجم و انساب، رجال، لغت، نحو، شاعری، تاریخ، حدیث، فقہ اور سیرت میں مہارت رکھتے تھے۔ امام سہیلیؒ نے جلیل القدر اساتذہ سے کسب فیض کیا اور نامور شاگرد چھوڑے۔ بصارت سے محرومی کے باوجود اپنی صلاحیتوں اور کارناموں سے دنیا کو روضہ حیرت میں ڈال گئے۔ ان کے علمی کارنامے ان کی تصانیف کی صورت میں موجود ہیں۔ ۵۸۱ھ میں مراکش میں انتقال ہوا۔ (۱)

الروض الانف امام سہیلیؒ کی تصانیف میں سے بلند مقام کی حامل ہے اور موصوف کی وجہ شہرت بھی، جو کہ بنیادی طور پر السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، جو خود السیرۃ النبویۃ لابن اسحق کی تلخیص ہے، کی شرح ہے، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام کی دیگر شروحات بھی ملتی ہیں لیکن جو شہرت اور مقبولیت الروض الانف کے حصے میں آئی وہ کسی بھی دوسری شرح کو حاصل نہ ہو سکی اس کی بنیادی وجہ امام سہیلیؒ کا عالمانہ انداز اور الروض الانف میں اختیار کردہ منفرد منہج و اسلوب ہے ابن ہشام نے ”ذکر سرد النسب الزکی من محمد ﷺ، الی آدم س علیہ السلام“ سے لے کر ”تربیت رسول اللہ فی بیت عائشہ“ و ”فن الرسول والصلوۃ علیہ“ تک کے تمام اہم اور بنیادی واقعات سیرت کو زمانی ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے۔ امام سہیلیؒ نے الروض الانف میں ابن ہشام کی اختیار کردہ ترتیب زمانی کو ہی ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ نیز سیرت ابن اسحاق اور سیرت ہشام کے متون کو سامنے رکھتے ہوئے غریب الفاظ کی شرح کی ہے، رجال و انساب وغیرہ کی وضاحت کی ہے، لغوی، نحوی و کلامی مباحث کو چھیڑا ہے، روایات

* اسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

کی استنادی حیثیت پر بحث کی ہے اور ایک اہم اور بنیادی کام یہ کیا کہ واقعات سیرت سے دروس و عبرت اور فقہی احکام کا استنباط کیا اور سیرت نگاری میں ایک نئے رجحان کی بنیاد رکھی جس کو جدید اصطلاح میں فقہ السیرہ کہا جاتا ہے۔ (۲) متاخرین کی اہمات کتب سیرت میں اگرچہ یہ اصطلاح استعمال نہیں ہوئی لیکن واقعات سیرت کے تحت سینکڑوں احکام و مسائل اور بصائر و حکم کا استنباط کیا گیا ہے۔ ابتدائی کتب سیرت مثلاً سیرت ابن اسحاق، سیرت ابن ہشام اور کتب تاریخ و طبقات میں موجود حصہ سیرت میں دینی احکام کی فرضیت کی تواریخ وغیرہ سے تو بحث کی گئی ہے مگر وہاں نہ تو کسی بحث کو فقہی انداز میں زیر بحث لایا گیا ہے اور نہ ہی کسی واقعہ سیرت سے کوئی مسئلہ اخذ کیا گیا ہے۔ اگرچہ امام سیبلیؒ کے پیش رو اندلسی سیرت نگار حضرات میں سے امام ابن حزم (۴۵۶ھ) اور ابن عبد البر (۴۶۳ھ) کے ہاں اس اسلوب کی جھلک ضامن ملتی ہے مگر امام سیبلیؒ نے اس اسلوب کو ضامن نہیں بلکہ التزاماً اختیار کیا ہے اور اس کا اظہار انہوں نے اپنی شرح کے مقدمہ میں بھی کیا ہے کہ وہ غریب الفاظ، مبہم اعراب، مشکل کلام، دشوار نسب اور ایسے فقہی نکتہ کی وضاحت کریں گے جو محتاج شرح ہو۔ (۳)

الروض الانف کے مباحث فقہیہ:

امام سیبلی چونکہ فقہیہ نہ مزاج کے حامل سیرت نگار تھے اس لیے دقائق سیرت سے اخذ کردہ فقہی نکات اور دروس و عبرت مثالیں کتاب میں جابجا نظر آتی ہیں بلکہ بعض مقامات پر الروض الانف سیرت کی کسی کتاب کی شرح کی بجائے خالصتاً فقہ کے موضوع پر لکھی گئی کتاب دکھائی دیتی ہے۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام میں اس اسلوب کی کوئی جھلک نہیں ملتی لیکن الروض الانف میں ایسا اسلوب اختیار کرنا امام سیبلیؒ کی جدت اور انفرادیت ہے۔ اخذ و استنباط احکام و عبرت کے حوالے سے اگر کتاب پر نظر ڈالی جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ امام سیبلیؒ نے سیرت مبارکہ کے تمام پہلوؤں سے استنباط کیا ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے نسب کے بیان کے تذکرہ سے ہی ایسے اسلوب کا آغاز ہو جاتا ہے اور پھر اخذ کردہ احکام کا تعلق زندگی کے تمام گوشوں اور پہلوؤں سے ہے۔ البتہ اس حوالے سے ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ امام سیبلیؒ کا یہ اسلوب کسی بھی منطقی ترتیب سے خالی ہے۔ یعنی سیرت کے کسی ایک پہلو سے متعلقہ تمام واقعات سے اخذ و استنباط کی بجائے ذاتی دلچسپی اور رجحان کے تحت منتخب کردہ واقعات سے استنباط کیا گیا ہے۔ جن روایات سیرت سے احکام اخذ کیے گئے ہیں ان کے علاوہ دیگر بہت سے دقائق سیرت بھی اخذ احکام کا احتمال رکھتے تھے لیکن وہاں شارح کوئی بھی فقہی نکتہ اٹھائے بغیر محض شرح کر کے گذر گئے ہیں۔

الروض الانف میں جن فقہی مسائل سے بحث کی گئی ہے یا جو فقہی احکام و نکات اخذ کیے گئے ہیں ان میں بھی نتیجی سے نکاح کی حرمت، اشھر حرم میں روزہ رکھنے کی منت اور روزہ رکھنے کے آغاز کا مسئلہ، وراثت میں لڑکیوں کا حصہ، حرم کے درخت کا نئے کی دیت، حلف الفضول کی طرح معاہدہ کرنے کا جواز، رضاعت کی اجرت لینے کا جواز، قرآن کو سونے سے آراستہ کرنے کا حکم، حرم کے شکار، درختوں اور گھاس کی حرمت کا مسئلہ، آل محمد ﷺ کے لیے صدقہ قبول کرنے کا جواز، قرآن کو بسم اللہ سے

شروع کرنے کا مسئلہ، فرضیت وضو، جبر و اکراہ اور خطرہ جان کی صورت میں کلمہ کفر کا جواز، قتل اور بدکاری پر اکراہ کا حکم، دین بچانے کے لیے وطن سے خروج کا جواز، کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا جواز، تعریض کے متعلق حکم، قرآن مجید کو چھوتے وقت طہارت کا مسئلہ، یہودیوں کے محمد ﷺ کہنے کی بجائے مذم کہنے سے مسئلہ طلاق میں استعمال شدہ الفاظ کی شرعی حیثیت کا مسئلہ، پانی، گھاس اور آگ کی ملکیت کا مسئلہ، عورت کی سرین میں جماع کرنے کا مسئلہ، ولد الحرام سے متعلق مسائل، مسائل طلاق مکہ، مشرک کا ہدیہ قبول کرنے کا جواز، کافر کا قبول اسلام کے وقت غسل کرنا اور اس کے جواز اور نیت کا مسئلہ، سائبہ کی میراث، دو مختلف افراد کے آذان اور اقامت کہنے کا جواز، آذان میں حکمتیں اور لطیف معانی نیز آپ ﷺ کے اذان نہ دینے کی حکمت، تعویذ کے استعمال کی شرعی حیثیت، رجم کا طریقہ کار، اللہ تعالیٰ کو ظلیل کہنے کا جواز، بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم، اشہر حرم میں تحریم جنگ کی حکمت، فال بد اور قبیح نام کی کراہت، عورت، گھوڑے اور گھر سے بدشگونی لینا، مشرک کے قبول اسلام کے بعد اس کے نکاح کی تجدید کا مسئلہ، غنیمت کی تقسیم کے احکام اور نفل کی اقسام، میدان جنگ سے فرار ہونے کا جواز، گستاخ رسول کی سزا، حضور ﷺ کو ظلیل کہنے کا جواز، جنبی شہید کے غسل کا مسئلہ، خون نبی ﷺ کی حرمت کا مسئلہ، شہید پر نماز جنازہ کے احکام، شہید کو غسل نہ دینے کی حکمت، قتل صبر سے قبل دو رکعت نماز کی شرعی حیثیت، صلوٰۃ الخوف کا طریقہ، حضرت جابرؓ سے حضور ﷺ کا اونٹ خریدنا اور بیع و شراء کے مسائل، زخمی شخص کی نماز کا مسئلہ، دشمن کو مال دے کر صلح کرنے کا جواز، آیت یا حدیث کے ظاہری معنی پر عمل کرنے کا جواز، حضرت فاطمہؓ کو برا بھلا کہنے کی سزا، مرتدہ کے قتل کا جواز اور بلوغت کی پہچان کی اصل، اللہ کی نافرمانی اور ملکیت غیر میں نذر کا حکم، دور اسلام میں جاہلیت کے نعرہ کا حکم، نکاح کے لیے کسی عورت کو دیکھنے کا جواز، خیارعق، حضرت عائشہؓ کی برأت کے بعد ان پر تہمت لگانے والے کی سزا، احرام باندھنے کے مقام کے تعیین میں فقہاء کے اقوال، اکیلے آدمی کے سفر کا جواز، دس سال سے زائد عرصہ کے لیے صلح کا جواز، مہاجر عورتوں کی واپسی کا مسئلہ، عورتوں سے مشاورت کی شرعی حیثیت، فال پکڑنے کی شرعی حیثیت، پالتو گدھوں اور گھوڑوں کی حلت و حرمت، نکاح متعہ کی حلت و حرمت، سونے کو چاندی کے بدلے خریدنے کا حکم، مال غنیمت میں حضور ﷺ کے انتخاب کی بحث، آزادی بطور مہر، خیر کی زمین اور دیگر اراضی مفتوحہ کی تقسیم کے احکام، معانقہ و مصافحہ کا جواز، عمرہ کا حکم، محرم کے لیے شادی کا حکم، دوران جنگ گھوڑے کی کوئیں کاٹنے کا جواز، تعزیت کے کھانے کی اصل، بچے کی امان اور پناہ کا مسئلہ، عورت اور غلام کی پناہ کا مسئلہ، قتل جاسوس کا جواز، قبل از عدت زوج کے اسلام قبول کرنے پر نکاح کی حیثیت، خضاب لگانے کا حکم، مکہ مکرمہ کی زمین کے احکام، کعبہ کا گناہگاروں کو پناہ دینے کا مسئلہ، دیت و قصاص کے احکام، سلب مقتول کے احکام، ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا جواز، چار سے زائد بیویوں کی صورت میں چار کو رکھنے اور باقیوں کو چھوڑنے کا مسئلہ، بعد از تقسیم غنیمت قیدیوں پر احسان اور امام کے اختیار کا مسئلہ، مجوسی، بت پرست اور کتابی لونڈی کا حکم، کسی کا اٹھ کر استقبال کرنے کا جواز، باپ اور بیٹے کی عقد واحد میں گواہی کا مسئلہ، جزیہ کے احکام، مشرک کے مسجد میں داخل

ہونے کا جواز، مسائل حج اور آپ ﷺ پر نماز جنازہ کے احکام وغیرہ جیسے مسائل شامل ہیں۔
وقائع سیرت سے استنباط واستخراج کی چند مثالیں:

الروض الانف میں روایات سیرت سے استنباط واستخراج کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

(۱) امام سیہلیؒ نے ”سیاقۃ النسب من ولد اسماعیل علیہ السلام“ کی شرح میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کا تذکرہ کیا ہے اور اسی ضمن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حضرت سارہ سے شادی کا تذکرہ بھی موجود ہے شارح یہاں بھتیجی سے حرمت نکاح کی بحث اٹھاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بعض علماء کے بیان کردہ نسب کے مطابق حضرت سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بھتیجی بنتی ہیں اور اس وقت بھتیجی سے نکاح کرنا جائز تھا ابن قتیبہ نے معارف میں اور نقاش نے اپنی تفسیر میں ایسا ہی قول لکھا ہے مگر نقاش نے آیت قرآنی ”نشرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا“ (۴) کی تفسیر میں اس کو رد کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت نوح کی زبان سے یہ اعلان ہو چکا تھا کہ انسان کی بھتیجی اس کے لیے حرام ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ صحیح لفظ نظر بھی یہی ہے اور علماء کی غلط فہمی کی وجہ یہ ہے کہ ہاران حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی کا نام تھا مگر یہ ہاران اصغر تھا جبکہ حضرت سارہ ہاران اکبر کی بیٹی تھیں (۵) جو کہ حضرت ابراہیم کے چچا تھے۔ (۶)

(۲) قصی بن کلاب کے زمانہ میں مکہ مکرمہ پر قبضہ کرنے اور حرم کے درخت کاٹنے کے سلسلہ میں امام سیہلیؒ نے حرم کے درخت کاٹنے کی دیت سے بحث کی ہے اور اس حوالے سے مختلف فقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ امام مالک کے بقول حرم کے درخت کاٹنے کے حوالے سے ان تک کوئی اصل نہیں پہنچی جس نے ایسا کیا برا کام کیا۔ امام سیہلیؒ نے امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے بڑے درخت کی دیت ایک گائے اور چھوٹے درخت کی دیت ایک بکری قرار دی ہے جبکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر درخت ایسا ہو جس کا پودا لوگ اپنے ہاتھوں سے لگاتے ہیں اور یہ خواہش رکھتے ہیں کہ وہ پھلے پھولے تو اس کے کاٹنے پر کوئی فدیہ نہیں اور اگر اس کے علاوہ کوئی درخت ہو تو اس کی قیمت ادا کی جائے گی (۷) جبکہ ابو عبیدہ قاسم بن سلام کے مطابق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرم سے درخت کاٹنے کی دیت ایک غلام آزاد کرنا مقرر فرماتے تھے۔ (۸)

(۳) حلف الفضول کے حوالے سے شرح کرتے ہوئے امام سیہلیؒ لکھتے ہیں کہ:

زمانہ جاہلیت میں لوگ جنگ اور تعصب کے موقع پر ”یا فلان“ پکارا کرتے تھے مگر اسلام نے اس دعویٰ جاہلیت کو ختم کر دیا آج حلف الفضول کی طرح دعوت دینا اور معاہدہ کرنا جائز ہے اسلام میں اس کا حکم باقی ہے۔ (فحکمہ باق والدعوة بہ جائزۃ) (۹)

(۴) شق صدر کی وضاحت کے ضمن میں امام سیہلیؒ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا دو مرتبہ شق صدر ہوا اور دونوں مرتبہ سونے

کا طشت لایا گیا جس میں موجود خلیج اور آب زمزم سے قلب اطہر کو دھویا گیا۔ امام نے یہاں سونے کے ظاہری و باطنی اوصاف اور قرآن مجید کے خصائص و امتیازات کا تقابل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بعض فقہاء نے اس واقعہ سے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ قرآن پاک کو سونے سے آراستہ کرنا جائز ہے۔ (۱۰) ☆

(۵) حضرت سلمان فارسیؓ کے قبول اسلام کی روایات کی شرح کرتے ہوئے امام سہیلی لکھتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے کچھ چیزیں جمع کیں اور آپ ﷺ کی علامات نبوت دیکھنے کی غرض سے بارگاہ رسالت میں پیش کیں اور یہ جاننا چاہا کہ آپ ﷺ صدقہ کا مال کھاتے ہیں یا نہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے کوئی سوال نہ کیا کہ تم آزاد ہو یا غلام اور تم نے یہ مال کہاں سے لیا ہے صاحب الروض الانف کہتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ فقہی مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ ہدیہ قبول کرنا چاہیے اور ہدیہ دینے والے سے سوال نہیں کرنا چاہیے (کہ تم نے یہ مال کہاں سے لیا) اور اسی طرح صدقہ کا حکم ہے نیز ابو سعید کے حوالے سے آپ نے یہ مسئلہ بھی اخذ کیا ہے کہ غلام مالک بن سکتا ہے کیونکہ اگر وہ غلام مالک نہ بن سکتا ہوتا تو حضور ﷺ حضرت سلمان فارسیؓ کا صدقہ قبول نہ فرماتے۔ (۱۱)

امام سہیلی نے یہاں ”حکم الصدقہ للنبی و مصدر مال سلمان“ کے تحت وضاحت کی ہے کہ پہلے دن جو مال پیش کیا گیا آپ ﷺ نے اس میں سے تناول نہیں فرمایا پس حضرت سلمان فارسیؓ جان گئے کہ آپ ﷺ صدقہ کا مال نہیں کھاتے اگلے دن دوبارہ محنت مزدوری کر کے بارگاہ رسالت میں ہدیہ پیش کیا تو آپ ﷺ نے اس کو قبول کیا اور اس میں سے کچھ تناول بھی فرمایا (۱۲) یہاں امام سہیلی نے محمد ﷺ و آل محمد ﷺ کے لیے صدقہ کے حلال ہونے یا نہ ہونے کے حوالے سے فقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں امام شافعیؒ کے قول کے مطابق وہ صدقہ جس کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ آل محمد کے لیے حلال نہیں وہ فرضی ہے نفلی نہیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ آل محمد ﷺ کے لیے کوئی صدقہ، چاہے فرضی ہو یا نفلی، حلال نہیں۔ امام ثوریؒ فرماتے ہیں کہ آل محمد ﷺ کے لیے اور نہ ہی ان کے غلاموں کے لیے نفلی ہو یا فرضی کوئی صدقہ بھی حلال نہیں کیونکہ کسی قوم کے غلاموں کا حکم بھی اس قوم کی طرح ہے۔ جبکہ امام مالکؒ کے نزدیک صدقہ آل محمد کے غلاموں کے لیے حلال ہے۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک آل محمد ﷺ کے لیے دوسروں کا صدقہ نہیں جبکہ ان کا اپنا صدقہ ایک دوسرے پر حلال ہے (۱۳) اور آل محمد ﷺ سے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب مراد ہیں۔ (۱۴)

(۶) حضرت بلالؓ اور آل یاسر و دیگر حضرات پر ظلم و ستم کے واقعہ سے شارح نے قرآن کی آیت ”الامن اکره و قلبه مطمئن بالایمان“ (۱۵) کی روشنی میں استنباط کیا ہے کہ مومن کو حالت اکراہ میں رخصت دی گئی ہے کہ جب اسے اپنی جان کا خوف ہو تو وہ کلمہ کفر کہہ سکتا ہے جب تک کہ وہ امن میں نہ آجائے پھر شارح موصوف نے اسی ضمن میں ذکر کیا ہے کہ اگر انسان

کی جان ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو شراب پینا بھی اس کے لیے جائز ہے لیکن اگر اس کو جان کا خطرہ نہ ہو پھر اس کے لیے صبر ہی افضل ہے اور اگر اسے خوف ہو ایک دن کی قید کا یا پھر خفیف بے عزتی کا تو اس وجہ سے اس کے لیے معصیت حلال نہیں اور اگر اسے کسی کو قتل کرنے پر مجبور کیا جائے تو اس کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ اپنی جان بچانے کے لیے دوسرے کی جان لینے میں کسی قسم کی رخصت نہیں اسی طرح امام سہیلیؒ نے بدکاری پر اکراہ اور مخاطب بالفعل شخص کو مجبور کیے جانے کے حوالے سے معتزلہ اور اشاعرہ کے نقطہ نظر کی بھی وضاحت کی ہے۔ (۱۶)

(۷) یہودی آپ ﷺ کو محمد کہنے کی بجائے زبان کے الٹ پھیر سے مذمم کہتے تھے آپ ﷺ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کی اذیت ناک باتوں سے مجھے کس طرح پھیر دیا وہ مذمم کی بجو کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں جبکہ میں تو محمد ﷺ ہوں، امام سہیلیؒ نے یہاں علامہ النسوی کے کتاب الطلاق میں اس روایت میں مذکور لفظ مذم سے استنباط کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ اگر کسی نے ایسے کلام سے طلاق دی جو طلاق سے مشابہت نہیں رکھتا تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی امام سہیلیؒ نے اس استدلال کے بارے میں ”وہو فقه حسن لقول النبی ﷺ“ لکھ کر پسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ (۱۷)

(۸) واقعہ معراج میں ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے سفر معراج کے دوران ایسے برتن سے پانی پیا جو ڈھانپا گیا تھا۔ یہاں امام سہیلیؒ نے پہلے خود اعتراض اٹھایا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے برتن میں پانی محفوظ کر لے تو یہ اس کی ملکیت ہے پھر آپ ﷺ کے لیے اس برتن سے پانی پینا کیسے جائز ہوا حالانکہ وہ ملکیت غیر تھا جبکہ کفار کے خون اور املاک اس وقت تک مباح نہ تھے۔ امام سہیلیؒ خود ہی اس کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ عرب میں یہ عرف تھا کہ وہ مسافروں کے لیے جانوروں کا دودھ دوہنا جائز قرار دیتے تھے چہ جائیکہ پانی۔ اور وہ اپنے چرواہوں سے اس شرط پر معاہدہ کرتے تھے کہ وہ مسافروں کو دودھ پینے سے منع نہیں کریں گے۔ مزید دلیل پیش کرتے ہوئے لکھا ہے:

للمحکم فی العرف فی الشریعة اصول (۱۸)

(۹) سفر معراج میں جب آپ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہمراہ بیت المقدس پہنچے تو وہاں حضرت جبرائیل نے اپنی انگلی سے ایک چٹان کی طرف اشارہ کیا جو پھٹ گئی، پھر حضرت جبرائیل نے وہاں براق کو باندھا۔ امام سہیلیؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت سے یہ فقہی مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ تقدیر پر ایمان ہونے کے باوجود احتیاط کرنا توکل کے منافی نہیں۔ (۱۹)

(۱۰) حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت اسیدؓ کے قبول اسلام کے واقعہ کی شرح کرتے ہوئے ”هل یغتسل الکافر اذا اسلم“ کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ حضرت سعدؓ اور حضرت اسیدؓ کے قبول اسلام کے وقت غسل کرنے میں ہر کافر کے لیے سنت ہے کہ جب وہ اسلام قبول کرے تو غسل کرے۔ امام سہیلیؒ نے یہاں مختلف فقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں کہ غسل کے وقت کافر کی نیت کیا ہوگی۔ بعض کے نزدیک نیت جنابت کی گندگی دور کرنے کی ہوگی، کچھ کے نزدیک عبادت کی نیت ہوگی، بعض علماء کے نزدیک

اس کا غسل سنت ہوگا فرض نہیں۔ امام سہیلیؒ نے یہاں بحث کرتے ہوئے یہ نقطہ نظر اپنایا ہے کہ کافر کو غسل کا حکم عبادت کی غرض سے دیا جائے گا اور یہ حکم فرض کے حکم میں نہیں۔ (۲۰)

(۱۱) آذان کے آغاز کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زید نے اس خواب، جس میں ان کو آذان کے کلمات سکھائے گئے تھے، کا تذکرہ حضور ﷺ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ حضرت بلالؓ کو یہ کلمات سکھا دو۔ حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے لہذا میری خواہش ہے کہ آذان میں دوں تو آپؐ نے فرمایا کہ حضرت بلالؓ آذان دیں گے اور تم اقامت کہنا، امام سہیلیؒ نے یہاں یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ اگر ایک شخص آذان دے تو دوسرا اقامت کہہ سکتا ہے اسی ضمن میں مصنف نے آذان کو نیند میں سکھائے جانے اور حضور ﷺ کے خود آذان نہ دینے کی حکمت سے بھی بحث کی ہے۔ (۲۱)

(۱۲) غزوہ احد کے موقع پر حضرت ابود جانہؓ آپ ﷺ کی عنایت کردہ تلوار لے کر اور سر پر سرخ دوپٹہ باندھ کر درج ذیل رجز پڑھتے ہوئے دشمنوں میں گھس گئے۔ انا الذی عاهدنی خلیلی ونحن بالسفح لدی النخیل (۲۲)

بعض صحابہؓ نے حضرت ابود جانہؓ کے آپ ﷺ کو خلیل کہنے پر اعتراض کیا کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر صدیقؓ کو بناتا لیکن اسلام میں اخوت ہے، (۲۳) امام سہیلیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں آپ ﷺ کو خلیل نہ کہنے کی کوئی اصل نہیں اور پھر صحابہؓ خلیل سے حبیب کا معنی بھی مراد لیتے تھے۔ اس حدیث سے تو بس اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ نہ تو کسی کو آپ ﷺ نے خلیل کہا اور نہ ہی کسی صحابی کے لیے خاص فرمایا کہ وہ تو خلیل کہہ سکتا ہے دوسرا کوئی نہیں کہہ سکتا اور جو محبت صحابہؓ کرامؓ کے دلوں میں حضور ﷺ کے لیے موجزن تھی وہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ اس (خلیل) سے بھی بڑھ کر آپ ﷺ کو کسی لقب سے پکاریں جب تک کہ اس لقب میں کوئی غلو یا ناپسندیدہ بات نہ ہو (۲۴)

(۱۳) غزوہ احد میں جب حضرت حنظلہ بن ابی عامرؓ جنابت کی حالت میں شہید ہوئے تو فرشتوں نے ان کو غسل دیا۔ امام سہیلیؒ نے یہاں جنبی شہید کے غسل کے متعلق فقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں اور لکھا ہے کہ ایک گروہ کا خیال ہے کہ شہید جب جنبی ہو تو اسے غسل دیا جائے گا۔ جبکہ دیگر فقہاء کہتے ہیں کہ اسے بھی عام شہداء کی طرف غسل نہیں دیا جائے، کیونکہ موت نے اس کا مکلف ہونا ساقط کر دیا۔ (۲۵)

(۱۴) غزوہ ذات الرقاع میں واپسی پر حضور ﷺ نے حضرت جابرؓ کے ساتھ ان کے اونٹ کو خریدنے، اگرچہ انہوں نے آپ ﷺ کو اونٹ بطور ہدیہ دینے کی پیشکش کی تھی جسے حضور ﷺ نے قبول نہیں فرمایا، کے حوالے سے خوب بھاؤ تاؤ کیا اور ان کا اونٹ خرید لیا۔ حضرت جابرؓ نے حضور ﷺ سے مدینہ تک سوار رہنے کی شرط رکھی جسے آپ ﷺ نے قبول فرمایا۔ امام سہیلیؒ نے اس قصہ سے مندرجہ ذیل مسائل اخذ کیے ہیں۔

(i) خرید و فروخت میں شدید بھاؤ تاؤ کرنا جائز ہے۔

(ii) کسی سامان کی اتنی قیمت دینا جو اس جیسے سامان کی عام قیمت کے برابر نہ ہو جائز ہے۔

(iii) جس شخص نے کوئی سامان اتنی قیمت میں خریدا جو اس جیسے سامان کی قیمت نہ بنتی ہو اور وہ شخص عقلمند ہو اور خرید و فروخت میں ماہر ہو اور پھر بیع میں کوئی دھوکہ بازی بھی نہ ہو تو وہ بیع نافذ ہو جائے گی اور اس میں رجوع جائز نہیں ہوگا۔

(iv) فقہاء کے ایک گروہ نے اس واقعہ سے بیع کے ساتھ کوئی شرط رکھنے کے جواز کی حجت پکڑی ہے۔

(v) بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ بیع کے ساتھ کوئی شرط رکھنا جائز نہیں اگر کوئی بیع شرط کے ساتھ واقع ہوگی تو شرط اور بیع دونوں باطل ہوں گے جبکہ ایک گروہ شرط کے بطلان اور بیع کے جواز کا قول نقل کرتا ہے۔ (۲۶)

(۱۵) غزوہ خندق کے موقع پر جب احزاب مدینہ پر چڑھ آئے نیز بنی قریظہ نے صحابہ کرامؓ سے بدعہدی کی تو حضور ﷺ نے قبیلہ غطفان سے مدینہ کی ایک تہائی پیداوار پر مصالحت کرنے کا مشورہ کیا جسے انہوں نے آپ ﷺ کی اجازت سے قبول نہ کیا۔ امام سیبلیؒ اس واقعہ سے دشمن سے مال دے کر صلح کرنے کا جواز نکالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر یہ صلح مسلمانوں کے حق میں ہو اور اس میں مسلمانوں کی حفاظت و مصلحت بھی ہو تو ایسا کرنا جائز ہے۔ (۲۷)

(۱۶) غزوہ بنی قریظہ میں آپ ﷺ نے فرمایا ”لابیصلین العصر الافی بنی قریظہ“۔ صحابہ نکلے، دوران سفر عصر کی نماز کا وقت آپہنچا، صحابہ کرامؓ کے ایک گروہ نے رستے میں نماز پڑھی جبکہ دوسرے گروہ نے آپ ﷺ کے حکم کو ظاہر پر محمول کرتے ہوئے بنی قریظہ جا کر رات کو نماز پڑھی۔ جب آپ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ نے کسی گروہ کو بھی سرزنش نہ کی۔ امام سیبلیؒ یہاں استنباط کرتے ہیں کہ کسی آیت یا حدیث کے ظاہری معنی پر عمل کرنے پر کسی پر مذمت نہیں کی جاسکتی نیز اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ فروعی مسائل میں مجتہدین کے مختلف گروہ درست ہیں۔ (۲۸)

(۱۷) واقعہ افک کی شرح کرتے ہوئے امام سیبلیؒ نے مسئلہ اٹھایا ہے کہ اگر کوئی شخص آج حضرت عائشہ صدیقہؓ کے علاوہ امہات المؤمنین میں سے کسی پر تہمت لگاتا ہے تو اس کی کیا سزا ہے۔ اس ضمن میں فقہاء کے اقوال نقل کیے گئے ہیں لکھتے ہیں کہ فقہاء کے اس ضمن میں دو قول ہیں۔ (۲۹) پہلا قول یہ ہے کہ اس کو اسی (۸۰) کوڑے مارے جائیں گے، جس طرح کہ آیت کا عموم تقاضا کرتا ہے، نبی کریم ﷺ نے بھی ان لوگوں پر حد جاری کی جنہوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی جبکہ برأت (عائشہؓ) کا حکم نازل ہو چکا تھا اور اب اگر کوئی عائشہ صدیقہؓ کی برأت کے بعد آپ پر تہمت لگاتا ہے تو اس کو اس شخص کی مانند قتل کر دیا جائے گا۔ جو بعد از اسلام کفر اختیار کرے اور اس پر نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی اور نہ ہی اس کا کوئی وارث ہوگا کیونکہ اس نے اللہ کو جھٹلایا ہے جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ اگر کسی نے حضرت عائشہؓ کے علاوہ امہات المؤمنین میں سے کسی پر بھی تہمت لگائی تو اسے بھی قتل کیا جائے گا امام سیبلیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ (ابن عربی) کا نقطہ نظر بھی یہی ہے اور یہ قرآن مجید کی آیت ”ان الذین یؤذون اللہ ورسوله لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ“ (۳۰) سے ماخوذ ہے کیونکہ حضور ﷺ کی بیویوں پر تہمت لگانا حضور ﷺ کو گالی دینا ہے اور اس سے بڑی اور اذیت کیا ہو سکتی ہے کہ ایک آدمی کو کہا جائے ”قرنان“ (۳۱) اگر کسی بھی نبی کو اس طرح کی گالی دی جائے تو وہ کھلا کفر ہے۔ (۳۲)

(۱۸) معاہدہ حدیبیہ سے امام سہیلی نے استنباط کیا ہے کہ جب مسلمان کمزور ہوں تو مشرکین سے بغیر مال لیے صلح کی جاسکتی ہے نیز شارح نے اس اختلاف کا بھی ذکر کیا ہے کہ کیا آپ ﷺ کے بعد کسی امام یا حکمران کے لیے دس سال سے زائد عرصہ کے لیے مشرکین سے صلح کرنا جائز ہے یا کہ نہیں۔ فقہاء کے دلائل نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بعض فقہاء کے نزدیک اگر امام اسے مناسب سمجھے تو یہ جائز ہے جبکہ دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ دس سال سے زائد عرصہ کے لیے صلح کرنا جائز نہیں اور جو اس کی ممانعت کی طرف گئے ہیں وہ آیت قتال سے حجت پکڑتے ہیں کہ ”حظر الصلح هو الاصل“ علاوہ ازیں ابن اسحاق کی روایت میں صلح کی مدت دس سال مقرر ہو چکی ہے پس ان دس سالوں کے لیے صلح کا جواز تو ثابت ہو چکا ہے اور اس سے زائد عرصہ کے لیے اگر صلح کرنا ہو تو وہ اپنی اصل یعنی (ممانعت) کی طرف لوٹے گی۔ (۳۳)

(۱۹) غزوہ موتہ میں حضرت جعفرؓ کی شہادت پر آپ ﷺ بہت افسردہ ہوئے اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ آل جعفرؓ کے لیے کھانا تیار کیا جائے کیونکہ ان کے گھر والوں کو حضرت جعفرؓ کی شہادت اور غم نے (کھانے کا اہتمام کرنے سے) غافل کیا ہے۔ صاحب الروض الاناف فرماتے ہیں کہ: وهذا أصل في طعام تعزية (۳۴)

(۲۰) غیلان بن سلمہ ثقفی جب اسلام لائے تو ان کے عقد میں دس بیویاں تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ چار بیویاں رکھ لو اور باقی بیویوں کو چھوڑ دو۔ امام سہیلیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں، فقہاء حجاز کے مطابق وہ کوئی سی چار بیویاں رکھ لے، جبکہ فقہاء عراق کے نزدیک وہ ان چار کو روکے جن سے پہلے شادی کی۔ حجاز کے فقہاء کی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی وضاحت نہیں کی کہ اس نے کن چار سے پہلے شادی کی اور اس وضاحت کا ترک کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اسے (خاوند کو کوئی سی بھی چار بن لینے کا) اختیار ہے یہاں تک کہ علماء نے اسے عام اصول قرار دیا ہے۔ امام سہیلی نے ابوالعالی الجوبینی کی کتاب البرہان سے ان کا قول (ترک الاستفصال فی حکایات الأحوال مع الإحتمال یتنزل منزلة العموم فی المقال) نقل کیا ہے کہ احتمال کی موجودگی کے ہوتے ہوئے احوال کے بیان کے وقت وضاحت کا ترک کرنا گفتگو میں عموم کا قائم مقام ہے۔ (۳۵) (یعنی شوہر کو اختیار ہے کہ جن چار کو چاہے رکھ لے اور باقی بیویوں کو چھوڑ دے)

واقعات سیرت سے استنباط میں امام سہیلی کا اسلوب و منہج

مندرجہ بالا صفحات میں مذکور واقعات سیرت سے مستنبط فقہی احکام اور حکمتیں امام سہیلی کے فقہی ذوق و بصیرت کی آئینہ دار ہیں۔ اس حوالے سے امام سہیلیؒ کے منہج و اسلوب کے نمایاں پہلو درج ذیل ہیں۔

(i) قرآن سے استدلال:

واقعات سیرت سے اخذ و استنباط کے ضمن میں امام سہیلیؒ نے آیات قرآنیہ سے استشہاد و استدلال کو اولیت دی ہے مثلاً حضرت عمر فاروقؓ کے قبول اسلام کے وقت جب انہوں نے قرآن کو چھونا چاہا تو ان کی بہن نے کہا کہ ”لا یمسہ الا“

المطهرون“ (۳۶) امام سہیلی نے یہاں قرآن مجید کو چھونے سے قبل طہارت کے حوالے سے بحث کی ہے اور اس کو مستحب قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ طہارت فرض نہیں کیونکہ اگر یہ فرض ہوتی تو آیت میں اس کی وضاحت ہوتی اور ہمارے قول کی دلیل آپ ﷺ کا ہر قل کو اپنے مکتوب میں آیت ”قل یاہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ“ (۳۷) لکھتا ہے۔ (۳۸) ☆

حضرت ابن امکتومؓ کے حوالے سے نازل شدہ آیات ”عس وتولی O ان جاءہ الاعمی..... مطہرۃ“ (عس: ۱۴۱) کی شرح میں امام سہیلی فقہی نکتہ اخذ کرتے ہیں کہ تخلیقی اعتبار سے اگر انسان میں کوئی عیب، مثلاً اندھا پن یا لنگڑاپن وغیرہ، ہو تو اس کا ذکر کرنا عیب نہیں لیکن اگر ایسا کہنے سے مقصود کسی کا مذاق اڑانا ہے تو کہنے والا گناہ گار ہے اور پھر یہ افعال جاہلین میں سے ہے جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”اتخذنا ہزوا قال اعوذ باللہ ان اكون من الجہاہلین“ (۳۹) (ii) دیگر روایات سیرت و احادیث و آثار سے استدلال:

روایات سیرت اور احادیث مبارکہ سے استنباط کے دوران دیگر روایات سیرت، احادیث مبارکہ و آثار کو شارح نے اپنے مؤقف کی وضاحت اور استدلال کے لیے استعمال کیا ہے۔ غزوہ تبوک میں پیچھے رہ جانے والوں میں سے حضرت کعبؓ کی جب توبہ قبول ہوئی تو حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ ان کو مبارک دینے کے لیے اٹھے۔ حضرت کعبؓ ذکر کرتے ہیں کہ مہاجرین میں سے ان کے علاوہ کوئی اور نہ اٹھا اور ان (طلحہ بن عبید اللہؓ) کا یہ طرز عمل مجھے نہیں بھولے گا۔ امام سہیلی فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں ایسی خوشی کے جواز کی دلیل ہے جو کسی کے لیے اٹھنے سے ہوتی ہے، جس طرح کہ حضرت کعبؓ حضرت طلحہؓ کے قیام سے خوش ہوئے، حضرت سعد بن معاذؓ کے بارے میں حضورؐ نے بنی قریظہ سے فرمایا تھا کہ ”قوموا الی سیدکم“ (۴۰) آپ ﷺ خود صفوان بن امیہ، عدی بن حاتم، زید بن حارثہ اور دیگر افراد کے لیے کھڑے ہوئے۔ جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانہ جنم بنا لے (۴۱)۔ یہ حدیث پچھلی روایت کے متعارض نہیں کیونکہ یہ متکبرین کے لیے ہے اور ان لوگوں کے لیے ہے جن کے لیے اگر کھڑا نہ ہوا جائے تو وہ غضبناک ہوں اور سخت ناراضگی کا اظہار کریں۔ (۴۲)

(iii) روایات کے ضعف و اضطراب کی نشاندہی:

امام سہیلی روایات پر حکم بھی لگاتے ہیں، مثلاً امام سہیلی نے فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے باب الکعبہ پر خطبہ کی شرح میں دیات کا تذکرہ کیا ہے اور قتل عمد اور شبہ عمد میں دیت اور قصاص لینے کے حوالے سے اہل عراق، اہل حجاز اور امام شافعی سمیت فقہاء کی آراء اور اختلاف کا تذکرہ کیا ہے نیز حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت علیؓ سے مروی روایات ذکر کی ہیں جن کے مطابق قصاص صرف ایسی صورت میں لیا جائے گا جب مقتول کو لوہے یا تلوار سے قتل کیا جائے گا (نہ کہ کوئی آدمی جان بوجھ کر چابک یا ڈنڈے کے ساتھ کسی کو قتل کرے یہ شبہ عمد ہے اہل عراق ایسے قتل میں قصاص کے قائل نہیں جبکہ امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ ایسی صورت میں دیت مغلفہ ہوگی اور جانور تین قسم کے ہوں گے فقہاء حجاز کے

نزدیک قصاص قتل عمد میں ہوگا جبکہ قتل خطا میں پانچ قسم کے جانور دیت میں لیے جائیں گے) امام سہیلی لکھتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی مرفوع روایت ”لاقود الابحدیدہ“ (۴۳) ابو معاذ سلیمان بن ارقم کے گرد گھومتی ہے جو کہ بالا جماع ضعیف ہے (۴۴) اسی طرح عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ”لاقود الابحدیدہ“ معنی بن ہلال کے گرد گھومتی ہے وہ بھی ضعیف اور متروک الحدیث ہے (۴۵) اسی طرح حضرت علیؓ کی روایت ”لاقود الابالسیف“ اپنی سند کی وجہ سے حجت نہیں۔ دوسرے لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ قاتل کو قتل کیا جائے گا چاہے اس نے کسی انداز میں بھی قتل کیا ہو تو ان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے ”فمن اعتدى علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدى علیکم“ (۴۶) اور یہودی والی حدیث۔ (بھی ان کی دلیل ہے کہ) ایک یہودی نے عورت کا سر اس کے زیورات کی وجہ سے کچل دیا تھا تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ اس یہودی کا سر بھی دو پتھروں کے درمیان کچل دیا جائے۔ (۴۷) گویا امام سہیلیؒ یہاں دوسرے نقطہ نظر کی تائید کرتے نظر آتے ہیں اور پہلی رائے (کہ قصاص صرف لوہے یا تلواریں سے قتل کی صورت میں لیا جائے گا) کو راویوں کے ضعیف اور متروک الحدیث ہونے کی بنیاد پر رد کرتے ہیں۔

حضرت جعفرؓ کے غزوہ موتہ میں اپنے گھوڑے کو زخمی کرنے (اس خوف سے کہ دشمن اس پر قابو پا کر مسلمانوں کے خلاف استعمال کرے گا) کی روایت سے امام سہیلیؒ نے دوران جنگ جانور کو زخمی کرنے کے جواز کی دلیل پکڑی ہے اور لکھا ہے کہ یہ صورت اس نہی میں داخل نہیں جس میں اس بات کی تصریح ہے کہ جانوروں کو عذاب دینا اور انہیں بے مقصد قتل کرنا جائز نہیں اس کے ساتھ ہی امام سہیلیؒ نے ابو داؤد کے حوالے سے اس امر کی وضاحت بھی کر دی ہے کہ یہ حدیث قوی نہیں

(لیس هذا الحديث بالقوی) (۴۸)

(iv) متناقض و متعارض روایات میں تطبیق:

تعارض روایات کی صورت میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ کسی کے احترام میں کھڑا ہونے اور آپ ﷺ کا کسی کے احترام میں کھڑا ہونے کی ممانعت کرنے کی روایات میں تعارض کو رفع کرنے اور روایات میں تطبیق پیدا کرنے کی عمدہ سعی کی گئی ہے۔ (۴۹) آپ ﷺ پر جادو کا تذکرہ کرتے ہوئے صاحب الروض الانف نے تعویذ کے استعمال کے جواز اور عدم جواز کی بحث ”فقہ حدیث السحر“ کے عنوان کے تحت چھیڑی ہے اور اس حوالے سے روایات میں تعارض کو رفع کیا ہے (۵۰) علاوہ ازیں امام سہیلیؒ لکھتے ہیں کہ ابن اسحاق نے یہ ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف نکلے لیکن اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ آپ ﷺ نے احرام کہاں سے باندھا۔ صحیح بخاری میں (امام) زہری سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ذوالخلفہ سے احرام باندھا (جبکہ) یہ حضرت علیؓ سے مروی روایت کے خلاف ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ ”مکمل عمرہ یہ ہے کہ تو اپنے گھر سے عمرہ کا احرام باندھے“ سہیلیؒ کے نزدیک حضرت علیؓ کے اس قول کی تاویل کی جائے گی کہ یہ قول اس شخص کے لیے ہے جس کا گھر میقات سے آگے (حدود حرم میں ہے) وہ شخص اپنے گھر سے ہی احرام باندھے گا جس طرح اہل مکہ حج کا احرام مکہ سے باندھتے

تھے (۵۱) مزید لکھتے ہیں اس میں ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے اونٹوں کا شعار کیا (علامت لگائی) جبکہ یہ قول نخی اور اہل کوفہ کے اس قول کے خلاف ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ مثلہ کی ممانعت سے شعار کا حکم بھی منسوخ ہو گیا تو ان سے کہا جائے گا کہ مثلہ کی ممانعت کا حکم غزوہ احد کے بعد کا تھا پس ناخ منسوخ سے متقدم تو نہیں ہو سکتا۔ (۵۲)

امام سہیلی نے حضرت ابو قحافہؓ کے قبول اسلام اور ان کا سفید سر اور سفید داڑھی دیکھتے ہوئے ان کو دونوں کا رنگ بدلنے کے نبوی فرمان کے تذکرہ میں آپ ﷺ کے خود خضاب لگانے یا نہ لگانے کے حوالے سے بحث کی ہے امام سہیلی لکھتے ہیں کہ مختلف احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے سفید بالوں کو رنگ نہیں جبکہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے خضاب لگایا۔ امام سہیلی ان احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے تھوڑے سے سفید بال تھے جنہیں آپ ﷺ نے خضاب کے ساتھ بدل دیا (مزید یہ کہ) جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو جس کے پاس آپ ﷺ کے کچھ بال تھے تو انہوں نے ان بالوں کو زیادہ عرصہ کے لیے محفوظ رکھنے کے لیے کوئی چیز لگائی ہوگی دارقطنی نے اسماء الرجال الموطا میں ایسا ہی کہا ہے۔ (۵۳) ☆

(۷) ضعیف و متروک روایات سے استدلال:

شہید کو غسل نہ دینے کی حکمت بیان کرتے ہوئے امام سہیلی نے لکھا ہے کہ شہید کا خون عبادت کی علامت ہے اور شہید روز قیامت اپنے زخموں سے بہتے ہوئے خون کے ساتھ (خدا کے حضور) آئے گا جس کی خوشبو کستوری کی خوشبو کی مانند ہوگی لہذا اس سے خون صاف کرنا کیا معانی رکھتا ہے جبکہ اس کا خون تو پہلے ہی پاک اور عبادت کی علامت ہے۔ امام سہیلی نے اس حکمت سے مزید مسائل کا استنباط کیا ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ ”روزہ دار کے لیے دن کے پچھلے حصہ میں مسواک کرنا مکروہ ہے“ تاکہ اس کے منہ کی بو ختم نہ ہو جائے کیونکہ وہ عبادت کا اثر ہے اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ روز قیامت وہ (یعنی روزہ دار کے منہ کی بو) کستوری کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہوگی امام سہیلی کہتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ (۵۴) امام موصوف نے اپنے اخذ کردہ فقہی نکتہ (کہ روزہ دار کے لیے دن کے پچھلے حصہ میں مسواک کرنا مکروہ ہے) پر ایک روایت کو بطور تائید پیش کیا جسے دارقطنی نے حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا جس میں روزہ دار کے لیے دن کے پچھلے حصہ میں مسواک کرنے کے حوالے سے کراہت کا ذکر ہے۔ اس روایت کا ایک راوی عمر بن قیس ہے جسے علمائے جرح و تعدیل نے ضعیف اور متروک قرار دیا ہے۔ (۵۵) ☆

(vi) فقہی اصول و قواعد کا اطلاق:

بعض مباحث میں فقہی اصول و قواعد کا اطلاق بھی کیا گیا ہے۔ مثلاً فتح مکہ کے موقع پر حضرت بلالؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی جبکہ حضرت عباسؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے نماز نہیں پڑھی (۵۶) ان دونوں روایتوں کو سامنے رکھتے امام سہیلی نے اصولی بحث ”انما یوخذ بشہادۃ المثلث لا بشہادۃ النافی“ سے استدلال کرتے

ہوئے حضرت بلالؓ کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ (۵۷)

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب صحابہؓ نے آپ ﷺ کے حکم کے باوجود بھی قربانی نہ کی تو آپ ﷺ ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور لوگوں کے اس طرز عمل کی شکایت کی انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ کسی سے کچھ نہ فرمائیں اور چپ چاپ اپنا جانور ذبح کریں اور سر منڈوائیں۔ آپ ﷺ نے کسی سے کچھ کہے بغیر ایسا کیا تو تمام لوگوں نے بھی ویسا ہی کر لیا۔ امام سیبکیؒ یہاں امر کے فوری طور پر کسی کام کا تقاضا کرنے یا نہ کرنے کی اصولی بحث سے استدلال کرتے ہوئے صحابہ کرام کے طرز عمل پر تبصرہ فرماتے ہیں کہ ”فقی قرکھم للبدار دلیل علی ان الامر لیس علی الفور“ (۵۸)۔ مزید لکھتے ہیں کہ اس میں یہ بھی ہے کہ صحابہ نے قرینہ کی وجہ سے اس کو غیر واجب پر محمول کیا۔ قرینہ یہ تھا کہ جب صحابہ نے دیکھا کہ حضور ﷺ نے نہ تو خود حلق کروایا ہے اور نہ ہی قربانی کی ہے اور نہ ہی قصر کروایا (تو ایسا نہیں کیا) اور جب انہوں نے ایسا کرتے حضور ﷺ کو دیکھا تو ایسا کیا اور یہ جان گئے کہ یہ امر لازمی ہے پس انہوں نے اطاعت کی۔ (۵۹)

(vii) اقوال فقہاء میں ترجیح ورد:

امام سیبکیؒ نے بعض مقامات پر فقہاء کے اقوال اور ان کے موقف کا رد کیا ہے جبکہ ایک فقیہ کی رائے کو دوسرے فقیہ کی رائے پر ترجیح دی ہے نیز ذاتی نقطہ نظر بھی بیان کیا ہے جیسے امام شافعیؒ کے اس قول کو رد کیا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر سورت کا حصہ ہے۔ (۶۰)

حضرت جعفرؒ دیگر افراد کے ساتھ حبشہ سے خیبر تشریف لائے تو حضور ﷺ نے ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور انہیں اپنے ساتھ چمٹایا امام سیبکیؒ لکھتے ہیں کہ امام ثوریؒ نے اس روایت سے معانقہ کے جواز کے حوالے سے حضرت امام مالکؒ کے خلاف دلیل پکڑی ہے جبکہ امام مالکؒ کی رائے یہ ہے کہ یہ (معانقہ کرنا) آپ ﷺ کی خصوصیت ہے (۶۱) امام سیبکیؒ نے یہاں امام ثوریؒ کی رائے کو ترجیح دی ہے اور لکھا ہے۔ ”وما ذهب اليه سفیان من حمل الحديث على عمومہ اظهر“ (۶۲)

امام سیبکیؒ نے استنباط احکام اور بیان احکام میں عمومی طور پر کسی خاص مسلک کی پیروی کرنے کی بجائے معتدل رویہ اختیار کیا ہے البتہ فقہاء کے دلائل کے بیان میں امام مالکؒ کے مسلک کو اولیت دیتے ہیں اور بعض مقامات پر صرف امام مالکؒ کی رائے یا مالکی نقطہ نظر بیان کر کے گزر جاتے ہیں۔ مثلاً فتح مکہ کے تذکرہ میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے کفار کو لکھ گئے خط کے پکڑے جانے کے بعد جاسوس کے قتل سے متعلق بحث کی ہے اور یہاں پر صرف مالکی نقطہ نظر بیان کیا ہے کہ جو کوئی ایسا فعل کرے، تو اگر وہ بدری نہیں، تو اسے قتل کیا جائے گا (۶۳) (حالانکہ اس حوالے سے دیگر فقہاء کے مختلف اقوال بھی ملتے ہیں) (۶۴) علاوہ ازیں اگر امام مالکؒ کی رائے یا استنباط کو ترجیح بھی دیتے ہیں تو بہت سلجھے ہوئے انداز میں، مثلاً غزوہ خیبر کے تذکرہ میں گھوڑے کے گوشت کی حرمت یا حلت کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے مختلف احادیث پر حکم لگاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ گھوڑے کے گوشت کے مباح ہونے (جو کہ امام شافعیؒ، امام لیثؒ، اور امام ابو یوسفؒ کی رائے ہے) والی حدیث زیادہ صحیح ہے مگر امام مالکؒ نے ایک آیت (والانعام خلقها لكم فيها دفا ومنافع و منها تاكلون) (۶۵) سے استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انعام کا ذکر کیا۔ اور فرمایا

”منها تاكلون“ اس کے بعد گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کا ذکر (والخیل و البغال و الحمير لتر کبوا وزينة) (۶۶) کیا اور فرمایا ”لتر کبوا وزينة“ یہ ایک بہترین استدلال ہے (۶۷) امام سیہلی نے اگرچہ واضح انداز میں ذکر نہیں کیا لیکن (استخراج حسن) عمدہ استدلال قرار دے کر گھوڑے کے گوشت کی حلت یا حرمت کے حوالے سے اپنے رجحان کی طرف اشارہ ضرور کر دیا ہے۔ (۶۸) ایک جگہ پر اپنے اخذ کردہ فقہی نکات اور بحث کو سب سے جداگانہ قرار دیتے ہیں، جیسے فال بد اور قبیح نام کی کراہت کا تذکرہ کرتے ہوئے امام سیہلی لکھتے ہیں کہ عورت، گھوڑے اور گھر سے بدشگونی لینے کے حوالے سے حدیث مؤطا (۶۹) کی شرح میں جو تحقیق، وضاحت اور فقہی بحث کر دی ہے الحمد للہ میں نے کوئی ایسا شخص نہیں پایا جس نے مجھ سے اس بحث میں سبقت کی ہو۔ (لم أرا احد. الحمد لله سبقني الى مثله) (۷۰)

(xiii) لغوی و نحوی مباحث کے ضمن میں استنباط و استخراج:

کتاب میں فقہیہا نہ رنگ اس قدر غالب ہے کہ امام سیہلی جہاں خالصتاً لغوی و نحوی بحثیں زیر بحث لاتے ہیں وہاں بھی ایسی مثالیں لاتے ہیں جن کا تعلق فقہی احکام سے ہوتا ہے۔ مثلاً اصحاب کہف کے سلسلے میں قرآنی آیت ”و یقولون سبعة وئامنهم کلبهم“ (۷۱) میں واؤ ثمانیہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ واؤ کہنے والوں کی تصدیق پر دلالت کرتی ہے کیونکہ یہ عاطفہ ہے اور اس سے پہلے کلام محذوف ”نعم“ ہے (ہاں ان کا کتا آٹھواں ہے) اور اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ ”ان زیداً شاعراً“ (زید شاعر ہے) تو آپ اسے کہیں ”وفقیہ“ (اور فقیہ بھی) تو گویا جو اس نے کہا آپ اس کی تصدیق کر رہے ہیں کہ وہ شاعر بھی ہے اور فقیہ بھی۔ (۷۲)

حدیث میں ہے کہ جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ”آیتو ضابما أفضلت الحمر“ (۷۳) تو آپ ﷺ نے فرمایا ”وبما أفضلت السباع“ (۷۴) ☆ گویا آپ ﷺ نے نہ صرف گدھوں کے جھوٹے پانی سے وضو کرنا جائز قرار دیا بلکہ درندوں کے جھوٹے پانی سے بھی وضو کو جائز قرار دیا۔ (۷۵) مشرکین و کفار میں سے آپ ﷺ پر عیب جوئی کرنے والوں کے لیے جو آیات اتریں ان میں سے ایک آیت: ”الذین جعلوا القرآن عضین“ (۷۶) بھی اتری۔ امام سیہلی اس آیت میں مذکور لفظ عضین کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ عضین عضۃ سے مشتق ہے اس کا معنی ہے تفریق ڈالنا اور حدیث میں ہے کہ ”لا تعصیۃ الا ما احتمله القسم“ (۷۷) (میراث میں صرف اسی چیز کی تقسیم ہوگی جو احتمال تقسیم رکھتی ہے) امام سیہلی یہاں لفظ کے معنی کی تعین میں پیش کی جانے والی حدیث سے متعلقہ فقہی احکام کا بھی ذکر ساتھ ہی کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ابن قاسم کے مذہب کے موافق ہے۔ ان کی رائے یہ ہے کہ جس چیز کی تقسیم سے چیز کا نفع باقی نہ رہے یا شریکین کو نقصان پہنچے تو ایسی چیز تقسیم نہیں کی جائے گی۔ جبکہ یہ رائے امام مالک کی رائے کے خلاف ہے اور امام مالک کی حجت اللہ تعالیٰ کا قول: ”مما قل منه“ او کثر“ (۷۸) ہے۔ (۷۹)

خلاصہ بحث:

بہر حال امام سیہیلیؒ کی الروض الانف سرمایہ سیرت میں بلند مقام کی حامل ہے اور اپنے منفرد اسلوب کی وجہ سے نہ صرف ہر دور میں توجہ کا مرکز رہی اور بنیادی مصدر سیرت قرار پائی بلکہ مباحث سیرت کے تنوع اور سیرت نگاری کے مختلف اسالیب و مناہج کے لیے محرک بھی ثابت ہوئی۔ مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں فقہ السیرۃ کے حوالے سے امام سیہیلیؒ کے اسلوب و منہج کو درج ذیل نکات کی صورت میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

- ۱۔ استنباط و استخراج احکام اور مباحث فقہیہ میں قرآن حکیم سے استدلال کو اولیت دی گئی ہے۔
- ۲۔ احادیث و آثار اور دیگر روایات سیرت کو بطور استدلال و استشہاد استعمال کیا گیا ہے۔
- ۳۔ امام سیہیلیؒ خود بھی روایات پر حکم لگاتے ہیں نیز تعارض روایات کی صورت میں تعارض رفع کرنے یا تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
- ۴۔ روایات کی استنادی حیثیت کا تعین کیا گیا ہے نیز روایات کے ضعف و اضطراب کی طرف بھی نشاندہی کی گئی ہے۔
- ۵۔ بعض ضعیف و کمزور روایات سے استنباط احکام کی مثالیں بھی کتاب میں موجود ہیں۔
- ۶۔ فقہاء اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل) کی فقہی آراء کے بیان کے ساتھ ساتھ دیگر فقہاء کی آراء کو بھی بطور حجت پیش کرتے ہیں۔
- ۷۔ مسائل فقہیہ کے بیان میں امام سیہیلیؒ کا رویہ اگرچہ معتدل و متوازن ہے لیکن بعض مسائل میں مالکی فقہ کو ترجیح دیتے نظر آتے ہیں۔
- ۸۔ فقہاء کے اقوال کی کمزوری بیان کرتے ہوئے ایک فقیہ کی رائے کو دوسرے فقیہ کی رائے پر ترجیح دی گئی ہے۔
- ۹۔ فقہی مباحث کے علاوہ اصولی مباحث بھی کتاب کا حصہ ہیں۔ نیز فقہی مباحث اور استنباط مسائل فقہیہ میں اصول فقہ کا اطلاق و انطباق بھی بہت نمایاں ہے۔
- ۱۰۔ الروض الانف میں فقیہانہ رنگ اس قدر غالب ہے کہ بعض مقامات پر خالصتاً لغوی و نحوی بحثوں میں بیان کردہ امثلہ کے ضمن میں بھی فقہی نکات اخذ کیے گئے ہیں یا فقہی مباحث کو زیر بحث لایا گیا ہے۔
- ۱۱۔ امام سیہیلیؒ نے اپنی شرح میں جن مصادر و مراجع سے استفادہ کیا ہے ان میں بہت وسعت اور تنوع ہے۔
- ۱۲۔ اگر یہ کہا جائے کہ سیرت نگاری میں فقہ السیرۃ کو باقاعدہ طور پر اپنانے والے پہلے سیرت نگار امام سیہیلیؒ ہیں تو یہ غلط نہ ہوگا۔
- ۱۳۔ الروض الانف میں اختیار کردہ منہج مابعد عربی و اردو سیرت نگاری میں فقہ السیرۃ کے اسلوب کے لیے محرک اور رجحان ساز ثابت ہوا۔
- ۱۴۔ محدثین و مفسرین اور سیرت نگار حضرات، مثلاً ابن قیم، ابن کثیر اور امام قسطلانی وغیرہم، کی کتب میں الروض الانف میں امام سیہیلیؒ کے اخذ کردہ فقہی نکات سے استفادہ کیا گیا ہے۔
- ۱۵۔ اخذ کردہ احکام کا تعلق زندگی کے تمام پہلوؤں (عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت و معیشت) سے ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱ امام سیوطی کے تفصیلی حالات زندگی کے لیے دیکھئے:

- (i) ابن خلکان، احمد بن محمد بن ابی بکر (۶۸۱ھ)، وفیات الأعیان وانباء ابناء الزمان، تحقیق، الدكتور احسان عباس، بیروت، دارصادر، (س ن) ۱۳۲۳-۱۳۲۳
 - (ii) عمیرۃ الفی، ابو جعفر احمد بن یحییٰ (۵۹۹ھ)، بغیۃ المستمس، بیروت، المکتبۃ العصریہ، ۱۴۲۶ھ، ص ۳۳۱-۳۴۰
 - (iii) ابن فرحون مالکی (۹۹۴ھ)، الدیاج المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذہب، القاہرہ، دار التراث، (س ن) ۱۴۰۱ھ
 - (iv) الصفدی، صلاح الدین خلیل (۶۳۷ھ)، نکت الحمیان فی نکت العمیان، الظاہر، مکتبۃ الثقافۃ الدینیہ، ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰-ص ۱۸۷
 - (v) ابن العباد الحسینی، عبدالحی بن احمد، ابوالفلاح (۱۰۸۹ھ)، شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، بیروت، دارالمسیرۃ، ۱۳۹۹ھ، ۱۹۷۹ء، ۲۷۲-۲۷۱، ۲۷۲
 - (vi) التمسانی، احمد بن المقرئ، (۱۰۴۱ھ)، فتح الطیب من غصن الاندلس الرطب، بیروت، دارصادر۔ (س ن) ۴۰۰۳-۴۰۱
- ۲۔ فقہ السیرۃ کی اصطلاح کا جہاں تک تعلق ہے تو اس اصطلاح کو لغوی و اصطلاحی ہر دو معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے فقہ السیرۃ کا ایک معنی تو نبی کریم ﷺ کے احوال و آثار اور حیات و واقعات سے تعلق رکھنے والے علوم و فنون کا گہرا فہم و ادراک ہے جبکہ اصطلاحی معانی میں اس سے مراد واقعات سیرت سے شرعی احکام، مواظع و حکم اور دروس و عبرت کا استنباط ہے بیسویں و اکیسویں صدی کی کتب سیرت میں بھی یہ لفظ انہی اصطلاحی معنوں (یعنی واقعات سیرت سے فقہی احکام، مواظع و حکم، دروس و عبرت وغیرہ کے استنباط) کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ لہذا یوں کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح فقہ السیرۃ کی اصطلاح استعمال نہیں کی گئی لیکن اس فن کے تحت واقعات سیرت سے اخذ و استنباط ضرور کیا گیا ہے۔ لہذا یوں کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح دیگر علوم کی بنیادیں پہلے موجود تھیں اور باقاعدہ فن کے طور پر وہ علوم بعد میں وجود میں آئے اسی طرح فقہ السیرۃ کے بارے میں بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ امہات کتب سیرت میں اس کی بنیادیں پائی جاتی تھیں جسے بیسویں صدی میں باقاعدہ ایک اصطلاح فن کے طور پر متعارف کر دیا گیا۔
- ۳۔ السبیلی، عبدالرحمن عبداللہ النعمانی (۵۸۱ھ)، الروض الانف، القاہرہ، دارالمحریث، ۱۴۲۹ھ، ۲۰۰۸، ۱۴۲۱، ۳۔ الشوری: ۱۳
 - ۵۔ امام سیوطی کے اس قول کی وضاحت اور تائید امام الطبری کی مندرجہ ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے۔ لکھتے ہیں ”قامن لہ لوط وکان ابن اخیہ وھولوط بن ہارار بن تارخ وھارار بن ہارابراہیم..... وامت بہ سارۃ وھی ابنۃ عمد وھی سارۃ بنت ہارارن الا کبر علم ابراہیم“ (دیکھیے: الطبری، محمد بن جریر، ابو جعفر (۳۱۰ھ)، تاریخ لا یم والمملوک، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ، ۱۴۸/۱)
 - ۶۔ الروض الانف، ۴۰۱-۴۱، ابن فحیمہ الدینوری، (۲۷۶ھ)، المعارف، بیروت، احیاء التراث الاسلامی، ۱۳۹۰ھ، ۱۹۷۰ء، ص ۱۵
 - ۷۔ شجر حرم کے کاغذ اور اس کی دیت وغیرہ سے متعلق محدثین و فقہاء کی اختلافی آراء کے لیے دیکھئے:
 - (i) ابن بطلال، علی بن خلف بن عبدالمک، (۴۴۹ھ)، شرح صحیح البخاری لابن بطلال، ضبط و تحقیق، البقمیم یاسر بن ابراہیم، الریاض، مکتبۃ الرشد، ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰ء، ۲۹۶/۲۹۶
 - (ii) ابن حزم، علی بن احمد بن سعید، ابی محمد، (۴۵۶ھ)، المحلی، بیروت، دارالفکر، (س ن) ۲۶۰/۲۶۰
 - (iii) ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ ابی عمر (۴۶۳ھ)، الاستدکار، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۳۷۷ھ، ۲۰۰۷ء، ۳۹۲/۳۹۲
 - (iv) القرطبی، احمد بن ادریس، شہاب الدین (۶۸۳ھ)، الذخیرۃ، تحقیق، الدكتور محمد جی، بیروت، دارالغرب الاسلامی، ۱۹۹۴ء، ۳۳۷/۳۳۷
 - (v) ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، ابو محمد، المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل الشیبانی، بیروت، دارالفکر، ۱۴۰۵ھ، ۳۶۱/۳۶۱
 - (vi) ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن احمد (۸۵۲ھ)، فتح الباری شرح صحیح البخاری، لاہور، دارنشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ، ۱۹۸۱ء، ۴۴/۴۴

- (vii) بعضی، بدرالدین ابی محمد محمود بن احمد (۸۵۵ھ)، عمدة القاری شرح صحیح البخاری، بیروت، احیاء التراث العربی (س ن) ۱۶۰/۸
- ۸۔ الروض الانف، ۲۶۲/۱، ۲۶۳/۱ ایضاً، ۲۷۵/۱، ۲۷۶/۱ ایضاً، ۳۲۳/۱، ۳۲۵/۱ شرح ابن بطلال ۱۱/۲
- ☆ ابن حجر عسقلانی نے امام سہیلی کے اس استدلال کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”وقد اُبعد من استدلال به على جواز تحلیۃ المصحف وغيره بالذهب لأن المستعمل له الملك فيحتاج الى ثبوت كونهم مكلفين بما كلفنا به ووراء ذلك إن ذلك كان على أصل الاباحة لأن تحريم الذهب إنما وقع بالمدينة“۔ (دیکھیے: فتح الباری ۴/۲۰۶)
- ۱۱۔ الروض الانف، ۳۱۲/۱، أبو عیید، القاسم بن سلام، کتاب الأموال، مکة المکرمہ، دار الباز للنشر والتوزیع، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء، ص ۳۶۳
- ۱۲۔ ایضاً، ۳۱۲/۱
- ۱۳۔ آل محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے غلاموں کے لیے صدقہ کے حلال اور حرام ہونے کے حوالے سے تفصیلی بحث دیکھیے: ابن عبد البر، الاستدکار، ۶۱۲/۸
- ۱۴۔ الروض الانف، ۳۱۳/۱، ۳۱۳/۱
- ۱۵۔ النخل، ۱۰۶/۱
- ۱۶۔ الروض الانف، ۹۶/۲، ۹۸/۲
- ۱۷۔ ایضاً، ۲۳۱/۲، ۲۳۱/۲
- ۱۸۔ ایضاً، ۲۳۱/۲، ۲۳۱/۲
- ۱۹۔ ایضاً، ۲۳۱/۲، ۲۳۱/۲
- ۲۰۔ ایضاً، ۲۳۱/۲، ۲۳۱/۲
- ۲۱۔ ایضاً، ۲۳۱/۲، ۲۳۱/۲
- ۲۲۔ ایضاً، ۲۳۱/۲، ۲۳۱/۲
- ۲۳۔ ایضاً، ۲۳۱/۲، ۲۳۱/۲
- ۲۴۔ ایضاً، ۲۳۱/۲، ۲۳۱/۲
- ۲۵۔ ایضاً، ۲۳۱/۲، ۲۳۱/۲
- ۲۶۔ ایضاً، ۲۳۱/۲، ۲۳۱/۲
- ۲۷۔ ایضاً، ۲۳۱/۲، ۲۳۱/۲
- ۲۸۔ ایضاً، ۲۳۱/۲، ۲۳۱/۲
- ۲۹۔ الروض الانف، ۳۲/۲، ۳۲/۲
- ۳۰۔ الارباب، ۵۷/۱
- ۳۱۔ قرین ساتھی اور شریک کو کہتے ہیں قرآن مجید میں یہ لفظ آیت ”ومن یکن الشیطان لقریناً فساء قریناً“ (النساء: ۳۸) میں استعمال ہوا ہے۔ اس کا ایک معنی زوج بھی ہے۔ (دیکھیے: سعدی ابوجیب، القاموس المفیدی۔ لفظ واصطلاحاً، دمشق، دار الفکر، ۱۴۰۸ھ۔ ص ۳۰۱)
- ۳۲۔ الروض الانف، ۳۲/۲، ۳۲/۲
- ۳۳۔ الفاظ الشفاء، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء، ۱۸۳/۲، ۱۸۳/۲
- ۳۴۔ تعزیت کے کھانے کی اصل کا تذکرہ کرنے کے ضمن میں امام سہیلی لکھتے ہیں کہ عرب تعزیت کے کھانے کو فیسرہ، شادی کے موقع پر پکائے جانے والے کھانے کو ولیمہ، سفر سے واپس آنے والے کھانے کو تعہد اور عمارت بنائے جانے پر پکئے والے کھانے کو وکیرہ کہتے تھے۔ (دیکھیے: الروض الانف، ۱۳۵/۲)
- ۳۵۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۳۶۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۳۷۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۳۸۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۳۹۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۴۰۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۴۱۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۴۲۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۴۳۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۴۴۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۴۵۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۴۶۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۴۷۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۴۸۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۴۹۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۵۰۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۵۱۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۵۲۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۵۳۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۵۴۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۵۵۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۵۶۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۵۷۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۵۸۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۵۹۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۶۰۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۶۱۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۶۲۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۶۳۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۶۴۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۶۵۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۶۶۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۶۷۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۶۸۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۶۹۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۷۰۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۷۱۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۷۲۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۷۳۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۷۴۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۷۵۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۷۶۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۷۷۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۷۸۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۷۹۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۸۰۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۸۱۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۸۲۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۸۳۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۸۴۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۸۵۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۸۶۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۸۷۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۸۸۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۸۹۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۹۰۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۹۱۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۹۲۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۹۳۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۹۴۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۹۵۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۹۶۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۹۷۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۹۸۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۹۹۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲
- ۱۰۰۔ الروض الانف، ۲۷۷/۲، ۲۷۷/۲

- ۳۶۔ الواثق: ۷۹
- ۳۷۔ آمل عمران: ۶۴
- ۳۸۔ ایضاً: ۱۳۵/۲-۱۳۶
- ۳۹۔ ایضاً: ۲/۶۸۱ البقرہ: ۶۷
- ۴۰۔ الروض الانف: ۳۳۳/۴ ابن هشام، ابو محمد عبد الملک (م ۲۱۳ھ)، السیرۃ النبویہ، بیروت، دار احیاء التراث العربی (س ن)، ۲۵۰/۳
- ۴۱۔ ایضاً: ۳۳۳/۴ امام بخاری نے اس حدیث کو الادب المفرد میں روایت کیا ہے۔ (دیکھیے: البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، الادب المفرد، بیروت، دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹، باب قیام الرجل للرجل تعظیماً، ص ۴۳)
- ۴۲۔ ایضاً: ۳۳۳/۴
- ☆ یعنی اگر طہارت کے بغیر قرآن کو چھونے کی ممانعت ہو تو آپ ﷺ ہر قل کو لکھے گئے مکتوب میں آیت قرآن نہ لکھتے، حالانکہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ وہ نجس ہے اور آپ ﷺ کے مکتوب کو چھونے کا بھی (لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے مکتوب میں آیت قرآن لکھی) امام سیوطی کی اس دلیل کا رد بھی کیا گیا ہے۔ بہر حال قرآن کو طہارت کے بغیر چھونے کی ممانعت یا اباحت کے حوالے سے محدثین، مفسرین اور فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس حوالے سے تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے:
- (i) ابن بطلال، شرح صحیح البخاری ابن بطلال، ۴۱۳/۱
- (ii) ابن عبد البر، الاستدکار، ۵۵۶/۶
- (iii) ابن عربی، محمد بن عبد اللہ، ابی بکر (۵۴۳ھ)، احکام القرآن، القاہرہ، المکتبۃ التوفیقیہ، (س ن)، ۱۶۷/۴، ۱۶۷/۴
- (iv) النووی، یحییٰ بن شرف، ابی زکریا (۶۷۶ھ)، المجموع شرح المہذب، الحجاء، المکتبۃ العالمیہ، (س ن)، ۷۲/۲
- (v) القرطبی، محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح اللانصاری (۶۷۱ھ)، الجامع لأحكام القرآن، تحقیق: بشام سیر البخاری، الریاض، دار عالم الکتب، ۲۲۵/۱۷
- (vi) ایسوطی، عبد الرحمن بن الکنال، جلال الدین، الدر المنثور، بیروت، دار الفکر، ۱۹۹۳ھ/۸/۲
- ۴۳۔ طحاوی، شرح معانی الآثار، کتاب الجنایات، باب کیفیۃ القصاص ۱۸۴
- ۴۴۔ الجرجانی، عبد اللہ بن عدی (۳۶۵ھ)، الکامل فی ضعف الرجال، بیروت، دار الفکر (س ن)، ۱۱۰۰/۳ ابن حماد العلقلی، محمد بن عمرو بن موسیٰ (۳۴۴ھ)، الضعفاء الکبیر، بیروت، دار الکتب العلمیہ (س ن)، ۱۲/۲
- ۴۵۔ الذہبی، عبد اللہ بن محمد بن احمد بن عثمان (۷۷۸ھ)، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، بیروت دار المعرفۃ، ۱۵۲/۴ ایضاً، دیوان الضعفاء والمترکین، بیروت، دار القلم، ۱۴۰۸/۱۹۸۸ء، ۳۷۲/۲
- ۴۶۔ البقرہ: ۱۹۳
- ۴۷۔ الروض الانف: ۱۸۶/۳-۱۸۷/۳ صحیح مسلم، کتاب القسامۃ، باب ثبوت القصاص فی القتل، رقم الحدیث ۱۶۷۷
- ۴۸۔ الروض الانف: ۱۳۹/۴ ابو داؤد، کتاب الجہاد، باب الدلیۃ تعرب فی الحرب، رقم الحدیث ۲۵۷۵
- ۴۹۔ الروض الانف: ۳۳۳/۴
- ۵۰۔ ایضاً: ۲۰۲/۲
- ۵۱۔ ایضاً: ۴۴/۴
- ۵۲۔ ایضاً: ۴۴/۴ رزاد المعاد، ۲۶۷/۳ فتح الباری، ۵۴۳/۳ ص ۵۴۳/۳
- ۵۳۔ ایضاً: ۱۷۶/۴
- ☆ خضاب لگانے یا نہ لگانے کے حوالے سے فقہاء میں اختلاف ہے جس کی ایک بنیادی وجہ خضاب سے متعلق روایات کے ناخ و منسوخ ہونے میں اختلاف ہوتا ہے۔ روایات خضاب میں ناخ و منسوخ کے لیے دیکھیے: ابن شاہین، عمر بن احمد بن عثمان، ابی حفص (۳۸۵ھ)، ناخ الحدیث و منسوخہ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء، ص ۵۶۹-۵۷۲
- ۵۴۔ الروض الانف: ۲۹۶/۳ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، رقم الحدیث ۲۷۶۲-۲۷۶۳
- ۵۵۔ ایضاً: رتن الدارقطنی، کتاب الصیام، باب السواک للصائم، رقم الحدیث ۲۰۳/۲۰۵
- ☆ روایت کچھ یوں ہے (حد ثنا الحسن بن اسماعیل ثنا محمد بن اسحاق الخياط ثنا أبو منصور ثنا عمر بن قیس عن أبي

ہریرہ قال لك السواك الى العصر فاذا صليت العصر فائقه فاني سمعت رسول الله ﷺ يقول: خلف فم الصائم أطيب عند الله من ريح المسك (دیکھیے ابن جریر، احمد بن علی بن محمد الحسقلانی (۸۵۲ھ)، التلخیص الجیر فی تخریج أحادیث الرافعی الکبیر، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۹ھ/۱۹۸۹ء، ۲۳۴/۱)

۵۶۔ الطحاوی، احمد بن محمد بن سلامہ بن عبد الملک بن سلمہ، ابو جعفر، (۳۶۱ھ)، شرح معانی الآثار، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۹ھ، ۳۹۲/۱

۵۷۔ ایضاً، ۱۸۸/۴

۵۸۔ الروض الانف ۶۲/۲ رامر کے فوری طور پر کسی کام کا تقاضا کرنے یا نہ کرنے کے حوالے سے بحث دیکھیے: البرهان فی اصول الفقہ، ۲۳۱/۱، الخطابی، محمد بن محمد، ابوسلمان (۳۸۸ھ)، معالم السنن شرح أبی داؤد، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء، ۶۰۷/۲

۵۹۔ ایضاً، ۶۲/۴

۶۱۔ ایک مرتبہ حضرت سفیان بن عیینہ امام مالک کے پاس آئے امام مالک نے ان سے مصافحہ کر کے کہا اگر یہ بات بدعت نہ ہوتی تو میں آپ سے معاف نہ ضرور کرتا۔ اس پر حضرت سفیان نے کہا مگر آنحضرت ﷺ نے، جو آپ سے اور مجھ سے بہتر تھے، معاف کیا۔ امام مالک نے کہا آپ کا مطلب ہے حضرت جعفر بن ابوطالب کا واقعہ، حضرت سفیان نے کہا ہاں! تو امام مالک نے کہا وہ واقعہ ایک مخصوص صیب، یعنی حضرت جعفرؓ کے لیے تھا وہ ہر ایک کے لیے عام نہیں تھا۔ لہذا یہ ان کی خصوصیات میں سے ہے اس پر حضرت سفیان نے فرمایا "جو بات جعفرؓ کے لیے عام ہے وہ ہمارے لیے بھی عام ہے اور جو بات ان کی خصوصیات میں سے ہے وہ ہماری بھی خصوصیات میں سے ہے" (دیکھیے۔ فتح الباری، ۵۹/۱۱)

۶۲۔ ایضاً، ۱۸۸/۴

۶۳۔ الروض الانف ۱۱۳/۲

۶۴۔ قتل جاسوس کے حوالے سے مختلف فقہاء کی آراء کے لیے دیکھیے: القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۳۹/۱۸، ۵۳

۶۵۔ النحل، ۵

۶۶۔ ایضاً، ۸

۶۸۔ جس استدلال کو امام سہیلی نے عمدہ قرار دیا ہے اسی استدلال کا امام قسطلانی نے دلائل کے ساتھ رد کیا ہے (دیکھیے: القسطلانی، احمد بن محمد، (م ۹۲۳ھ)، المواہب اللدیۃ بالبحر المحمدیہ، رضا عجمت البند، مرکز اہل سنت برکات (سن)، ۵۳/۱،

۶۹۔ مؤطا میں یہ روایت کچھ یوں ہے: "أخبرنا مالك أخبرنا ابن شهاب عن سالم و حمزة ابني عبد الله بن عمر عن ابن عمر: ان

رسول الله ﷺ قال إن الشوم في المرأة والدار والفرس" (دیکھیے: مالک بن انس ابو عبد اللہ الأصبحی، مؤطا الإمام مالک (روایۃ محمد بن الحسن)، دمشق، دار الفلم، ۱۴۱۳/۵۱، ۱۹۹۱/۱۳، ۴۷۰) بخاری و مسلم میں بھی یہ روایت موجود ہے، (صحیح

البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب ما یذکر من شوم الفرس، رقم الحدیث ۱۰۴۹، صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطیرة

والفأل وما یکنون فیہ الشوم، رقم الحدیث ۵۹۳۷) لیکن بخاری و مسلم میں ہی روایات موجود ہیں کہ جب آپ ﷺ

کے سامنے بدشگونگی کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "إن كان الشوم في شيء ففی الدار والمرأة والفرس" یا "إن یکن من

الشوم شيء حق ففی الفرس والمرأة والدار" (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب ما یتقن من شوم المرأة، رقم الحدیث

۴۸۰۶، صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطیرة والفأل وما یکنون فیہ الشوم، رقم الحدیث ۵۹۳۳)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

سے بھی یہ روایت مروی ہے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ابو ہریرہ

رضی اللہ عنہ کو ٹھیک یا نہیں رہا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب حضور ﷺ کی مجلس میں داخل ہو رہے تھے تو آپ ﷺ فرما رہے تھے "اللہ یہودیوں کو ہلاک

کرے وہ گمان رکھتے ہیں کہ بدشگونی عورت، گھوڑے اور گھر میں ہوتی ہے، پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کے آخری حصہ کو تو سنا جبکہ وہ پہلے حصہ کو نہ سن سکے (دیکھیے: الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، ابوالقاسم، مسند الشامین، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۵ھ، ۱۹۸۴ء، ۳/۳۳۲)

۷۰۔ ایضاً، ۶۰/۳۔ ۷۱۔ الکھف: ۲۳۔ ۷۲۔ الروض الانف ۲/۷۱۔ ۷۳۔

۷۳۔ مطبوعہ الروض الانف (دار الحدیث القاہرہ ۷۲/۷۱) میں یہ لفظ ”الخمر“ لکھا ہے اور اسی طرح اس کتاب کے ترجمہ ”شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ الروض الانف“ (مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۱۳۲ھ) میں بھی اس کا ترجمہ شراب کیا گیا ہے حالانکہ یہ لفظ الخمر (جمع حمار) ہے۔ قرآن مجید میں یہ لفظ انہی معنوں (کاٹھنم حر مستقرۃ) (المذثر: ۵۰) میں استعمال ہوا ہے۔ (دیکھیے: الراغب الاصفہانی، ابوالقاسم الحسین بن محمد (۵۰۲ھ)، المفردات فی غریب القرآن، لبنان، دار المعرفۃ، (سنن) ص ۱۳۱) نیز تمام متون احادیث میں حمر کا لفظ ہی آیا ہے۔

۷۴۔ الدارقطنی، علی بن عمر أبو الحسن (۳۸۵ھ)، سنن الدارقطنی، بیروت، دار المعرفۃ، ۱۳۸۶ھ، ۱۹۶۶ء، ۶۲/۱، الشافعی، محمد بن ادیس، ابو عبد اللہ (۲۰۳ھ)، مسند الشافعی، بیروت، دار الکتب العلمیۃ (سنن) ص ۸۔

☆ امام نووی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھیے: المجموع شرح المہذب ۱/۷۱

۷۵۔ الروض الانف، ۷۲/۷۱۔ ۷۶۔ الحجۃ: ۹۱۔

۷۷۔ الروض الانف ۱۸/۲، لیثی، احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ، ابوبکر (۳۵۸ھ)، سنن لیثی، الکبریٰ، مکتۃ المکرمۃ، مکتبۃ دار الباز، ۱۴۱۴ھ، ۱۹۹۴ء، ۱۳۳/۱۰، ابو یوسف، القاسم بن سلام البہروی (۲۲۳ھ)، غریب الحدیث، بیروت، دار الکتب العربی، ۱۳۹۶ھ، ۷۲/۷۱

۷۸۔ النساء: ۷۔ ۷۹۔ الروض الانف، ۱۸/۲۔